سوال

(298)تیسری کے طلاق کے بعد رجوع کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں نے اپنی بیوی کو بحالت غصہ ایسے طہر میں طلاق دی جس میں وظیفۂ زوجیت ادا کرچکا تھا، پھر چند دنوں بعد رجوع کر کے ہم نے اپنی ازدواجی زندگی کو بحال کرلیا اس عرصہ بعد میں نے اسے تحریری طورپر دوسری طلاق دی، پھر رجوع کرلیا۔ آخر کار اس کے معاندانہ رویے سے تنگ آکر میں نے تیسری طلاق بھی لکھ کر روانہ کردی۔ اب ایک سال سے زیادہ عرصہ گزرچکا ہے ایسے حالات میں رجوع کرنے کی کوئی صورت ممکن ہے؟ کچھ علما نے مجھے کہا ہے کہ چونکہ پہلی طلاق طریقہ اسلام سے ہٹ کر دی گئی تھی لہٰذا وہ کالعدم ہے اب گویا دو طلاقیں ہوئیں، لہٰذا رجوع کیا جاسکتا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ میری صحیح راہنمائی فرمائیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

طلاق کا معاملہ انتہائی نزاکت کا حامل ہے، اس لئے یہ اقدام کرنے سے پہلے خوب سوچ بچار کرلینا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنسی مذاق سے یہ معاملہ سرانجام دینے کو بھی سنجیدہ قرار دیا ہے اور قانونی اعتبار سے اسے نافذ العمل کہا ہے۔ [ابوداود، الطلاق: ۲۱۹۴]

پھر وہ معاملات جو حلال وحرام سے متعلق ہیں ان میں بہت حزم واحتیاط سے کام لینا چاہیے۔ اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے ہوتا ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کی لونڈی کا ناجائز بیٹا قانونی اعتبار سے زمعہ کا بیٹا قرار دیتے ہوئے اس کے دوسرے بیٹوں کے حوالے کردیا لیکن چونکہ اس کی شکل وصورت زانی مرد سے ملتی جلتی تھی، اس لئے آپ نے زمعہ کی بیٹی ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ''تم نے اپنے اس ''قانونی بھائی'' سے پردہ کرنا ہے۔'' چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے آخری دم تک اسے نہیں دیکھا۔ [صحیح بخاری، البیوع: ۲۰۵۳]

اس مختصر تمہید کے بعد ہم صورت مسئولہ کا جائزہ لیتے ہیں۔ شریعت کی نظر میں شوہر کی طرف سے مخصوص الفاظ کے ذریعے نکاح کی گرہ کھول دینے یا اس کے کمزور کردینے کا نام طلاق ہے، پھر طلاق دیتے وقت اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کیا جائے تو اسے طلاق سنت کہا جاتا ہے اور اس طریقہ کے خلاف طلاق دینے کو طلاق بدعت کہا جاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے طلاق سنت کی تعریف بایں الفاظ کی ہے کہ دو گواہوں کے سامنے خاوند اپنی بیوی کو بحالت طہر ایک طلاق دے بشرطیکہ اس طہر میں بیوی سے مباشرت نہ کی ہو۔ [صحیح بخاری، الطلاق، باب نمبر: ۱]

واضح رہے کہ طلاق سنت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس طرح طلاق دینے میں کچھ ثواب ملے گا کیونکہ طلاق فی نفسہ عبادت نہیں کہ اسے اختیار کرنے میں ثواب کی امید رکھی جائے، پھر طلاق

سنت کے مقابلہ میں طلاق بدعت کی درج ذیل صورتیں ہیں :

1۔ طہر کے بجائے حالت حیض یا حالت نفاس میں طلاق دی جائے۔

2۔ ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں خاوند اپنی بیوی سے مباشرت کرچکا ہو۔

3۔ ایک طلاق کے بجائے بیک وقت تین طلاق دیدے۔

4۔ دو گواہوں کے بغیر طلاق دے یہ بھی یاد رہے کہ حالت حمل میں طلاق دینا بھی طلاق سنت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا : ''تم اپنی بیوی کو حالت طہر یا حالت حمل میں طلاق دو۔'' [صحیح مسلم، الطلاق : ۱۴۷۱]

طلاق بدعت کی مندرجہ بالا صورتوں میں طلاق کے نافذ ہونے کے متعلق اختلاف ہے۔ جمہور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ ان حالات میں دی ہوئی طلاق کے واقع ہونے کا موقف رکھتے ہیں اگرچہ خلاف سنت طریقہ اختیار کرنے سے گناہ اور معصیت ہے۔ اس کے برعکس امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، امام ابن حزم، علامہ شوکانی اور نواب صدیق حسن خاں رحمہم اللہ کا موقف ہے کہ ایسے حالات میں دی ہوئی طلاق نافذ نہیں ہوگی کیونکہ یہ طلاق بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہوتی ہے تو گمراہی سے کسی قسم کا حکم ثابت نہیں ہوتا، نیز حدیث میں ہے کہ ''جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں وہ مردود ہے۔'' [صحیح بخاری : ۲۶۹۷]

چونکہ طلاق بدعت کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا، جب یہ مردود ہے تو اسے شمار کیونکر کیا جاسکتا ہے لیکن جمہور علماء اپنے موقف کے متعلق بہت مضبوط دلائل رکھتے ہیں جن میں سرفہرست امام بخاری رحمہ اللہ ہیں اور ہمارا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ ہم اختصار کے پیش نظر طلاق بدعت کی پہلی صورت کا جائزہ لیتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے :

''جب حائضہ کو طلاق دی جائے تو وہ اس طلاق کی وجہ سے عدت گزارے گی۔'' [صحیح بخاری، الطلاق، باب نمبر : ۲]

بخاری کے ایک نسخہ میں ہے کہ دوران حیض دی ہوئی طلاق کو شمار کیا جائے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ ''وہ رجوع کرے'' ایک راوی کہتا ہے کہ آیا کیا گیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کیوں نہیں۔ [صحیح بخاری، الطلاق : ۵۲۵۲]

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے مختلف طریق ذکر کرنے کے بعد اس بات کو ثابت کیا ہے کہ دوران حیض دی گئی طلاق کو شمار کیا جائے گا۔ [ارواء الغلیل، ص : ۱۳۳، ج ۷]

اسے طلاق شمار کرنے کے متعلق کچھ آثار و قرائن حسب ذیل ہیں :

1۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو رجوع کا حکم دیا اور رجوع ہمیشہ طلاق کے بعد ہوتا ہے، اس رجوع کو لغوی قرار دینا سخن سازی اور سینہ زوری ہے۔ [بیہقی، ص : ۹، ج ۴]

2۔ اس حدیث کے بعض طرق میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''تم نے جو طلاق دی ہے وہ ایک ہے۔'' [دار قطنی، ص : ۹، ج ۴]

3۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''وہ طلاق جو اس نے دی ہے، شمار کی جائے گی۔'' [بیہقی، ص : ۲۳۶، ج ۷]

4۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خود کہتے ہیں کہ یہ طلاق مجھ پر شمار کرلی گئی۔ [صحیح بخاری : ۵۲۵۳]

ایک راویت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ بھی خیال نہ فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس طریقہ کار کو درست خیال نہ فرمایا۔ صورت مسئولہ میں ہے کہ خاوند نے پہلی طلاق ایسے طہر میں دی تھی جس میں وہ بیوی سے مقاربت کرچکا تھا۔ اس کے متعلق بھی اختلاف ہے۔ لیکن جمہور علما اس بات کے قائل ہیں کہ اس طرح طلاق دینا اگرچہ گناہ اور معصیت ہے لیکن اس کے باوجود طلاق واقع ہوجائے گی، جیسا کہ مسروقہ چھری سے جانور ذبح کرنا اگرچہ گناہ ہے لیکن جانور ذبح ہوجائے گا۔ اسی طرح گواہوں کے بغیر طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے، حالانکہ ایسا کرنا گناہ ہے۔ اب ہم صورت مسئولہ کو دیکھتے ہیں کہ سائل نے پہلی مرتبہ طلاق کے بعد رجوع کرلیا، پھر تحریری طور پر دوسری طلاق دی، پھر رجوع کرلیا آخرکار بیوی کے معاندانہ رویے کی وجہ سے تیسری طلاق بھی دے دی اور اب ایک سال سے زیادہ عرصہ گزرچکا ہے۔ سائل نے بیوی کو طلاق دینے کا نصاب پورا کرلیا ہے کیونکہ خاوند کو زندگی میں صرف تین طلاق دینے کا اختیار دیا گیا ہے ان میں پہلی دو رجوعی اور آخری قطعی ہوتی ہے اس کے بعد عام حالات میں رجوع نہیں ہوسکتا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''طلاق (رجعی) دو بار ہے، پھر یا تو سیدھی طرح سے اپنے پاس رکھا جائے یا بھلے طریقے سے اسے رخصت کردیا جائے۔'' [۲/البقرہ: ۲۲۹]

پھر اگر مرد (تیسری مرتبہ) طلاق بھی دیدے تو اس کے بعد وہ عورت اس کے لئے حلال نہ رہے گی تاآنکہ وہ کسی شخص سے نکاح کرے۔ [۲/البقرہ: ۲۳۰]

ان آیات کے پیش نظر صورت مسئولہ میں سائل نے وقفہ وقفہ کے ساتھ رجوع کے بعد اپنے اختیارات کو استعمال کرلیا ہے۔ اگرچہ پہلی طلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے خلاف دی ہے، تاہم گناہ اور معصیت ہونے کے باوجود تیر اپنے ترکش سے نکل چکا ہے اور نشانے پر لگ گیا ہے، اسی طرح باقی دو طلاق بھی دے چکا ہے ہمارے نزدیک اب رجوع کی کوئی صورت نہیں ہے۔ قرآن کریم کے مطابق صرف ایک صورت باقی ہے کہ وہ عورت آبادی کی نیت سے آگے نکاح کرے کسی قسم کی حیلہ گری پیش نظر نہ ہو، پھر ازدواجی زندگی بسر کرنے کے بعد وہ اسے طلاق دیدے یا فوت ہوجائے تو عدت گزارنے کے بعد پہلے خاوند سے نکاح ہوسکتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ہاں، اگر وہ دوسرا اسے طلاق دیدے تو پھر پہلا خاوند اور یہ عورت دونوں اگر ظن غالب رکھتے ہوں کہ وہ حدود اللہ کی پابندی کرسکیں گے تو وہ آپس میں رجوع کرسکتے ہیں اور ان پر کچھ گناہ نہیں ہوگا۔'' [۲/البقرہ: ۲۳۰]

اگرچہ ہمارے بعض اہل علم کا موقف ہے کہ پہلی طلاق طریقہ نبوی کے مطابق نہیں دی گئی اس بنا پر وہ واقع نہیں ہوئی، لہٰذا ابھی رجوع کی گنجائش ہے لیکن ہمیں اس موقف سے اتفاق نہیں کیونکہ جمہور امت کے خلاف ہے، نیز حزم و احتیاط کا بھی تقاضا ہے کہ ایسے مشتبہ امور سے اجتناب کیا جائے اور شکوک و شبہات والے معاملات کو نظر انداز کردیا جائے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 2 صفحہ: 313